طلاق اور عدت کے مسائل قرآن مجید کی روشنی میں

(۵)

(مولانا شہاب الدین ندوی بنگلور)

۲۸۔ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید:-

اسلام نے جس طرح قدم قدم پر عورتوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنے اور اس کمزور مخلوق کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کرنے کی سخت تاکید کی ہے، اس کی نظیر دیگر مذاہب و قوانین میں نہیں ملتی۔ چنانچہ اس سلسلے میں چند حدیثیں ملاحظہ ہوں جن سے قرآنی احکام کی مزید تشریح و تفسیر ہوتی ہے:

لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ۱؎

کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے بغض نہ رکھے۔ کیونکہ اگر وہ اس کی کسی ایک عادت سے ناراض ہو تو اس کی کسی دوسری عادت سے راضی ہوگا۔

وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ۔ إِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو۔

۱؎ صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۰۹۱، مطبوعہ ریاض۔

کیونکہ عورت پسلی کی ہڈی سے پیدا کی گئی ہے ۔ اور اس کا اوپری حصہ سب سے زیادہ ٹیڑھا ہے ۔ (یعنی عورت زبان دراز ہوتی ہے) لہٰذا اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو تو اُسے توڑ دو گے [47]

اس حدیث کی شرح خود ایک دوسری حدیث میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ "عورت اپنے ٹیڑھے پن کی وجہ سے کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی ۔ اگر تم کو اس سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود (یعنی اسے برداشت کرتے ہوئے) فائدہ اٹھانا ہے ۔ ورنہ اگر تم اسے بالکل سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی ۔ اور اس کا ٹوٹنا طلاق ہے [48]

یعنی عورت کبھی اور کسی حال میں سیدھی نہیں ہو سکتی ہے ۔ بلکہ اس کی فطرت کے مطابق اس میں کچھ نہ کچھ ٹیڑھا پن ضرور رہے گا ۔ لہٰذا عقلمند مرد وہی ہے جو اس کے اس ٹیڑھے پن کو برداشت کرتے ہوئے ایک خوشگوار اور کامیاب زندگی گذارنے کی کوشش کرے گا ۔ ورنہ عورت کو "سیدھا" کرنے کی کوشش کے نتیجے میں وہ سررشتۂ حیات کھو دے گا اور سوائے محرومی اور پریشانی کے کوئی چیز ہاتھ نہ آئے گی ۔ کیونکہ طلاق کسی مسئلے کا صحیح علاج نہیں ہے ۔ بلکہ وہ تو آخری چارۂ کار ہے جو کافی سوچ بچار اور اس کے پورے نشیب و فراز پر غور و خوض کے بعد ہونا چاہئے ۔ غرض عورت کی اس فطرت اور اس کی نفسیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جو شخص زندگی گذارے گا وہ بڑے مزے میں رہے گا ۔

۲۹ :- عورت کو دی ہوئی چیز ین واپس لینا ناجائز کیوں ؟

---

۴۷ و ۴۸ :- صحیح مسلم جلد دوم ص ۱۰۷۱ ، مطبوعہ ریاض ۔

بہرحال عورت کی کسی بدی عادت وخصلت یا اس کی بے وفائی کے باعث آخری چارۂ کار کے طور پر نوبت اگر طلاق کی دینے کی آن جائے اور مرد یہ مصمم ارادہ کرلے کہ ایسی ناکارہ عورت سے پیچھا چھڑا کر کسی دوسری عورت سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونا ہی بہتر ہے تو پھر دوسری آیت (۲۰) کے مطابق اس کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ عورت کو دیا ہوا مہر اور تحفے وغیرہ واپس لے لے۔ بلکہ ایسا کرنا ایک ناحق بات اور سخت گناہ کا باعث ہوگا۔ اور یہ بات اس کی شرافت و مردانگی کے بھی خلاف ہو گی۔

اس قسم کی ناشائستہ حرکت کی وجہ آخری آیت (۲۱) میں بیان کرتے ہوئے اس قسم کے اقدام کی مذمت کی جارہی ہے کہ نکاح کے بعد جب عورت اپنے آپ کو مرد کے سپرد کر دیتی ہے اور وہ اس سے لطف اندوز ہو چکتا ہے تو حسبِ پورے مہر کی ادائیگی اس کے ذمہ واجب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا عورت سے تمتع کرنے کے بعد مہر کی واپسی کا مطالبہ کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ اور اسی طرح وہ تحفے تحائف بھی جو شوہر نے نکاح کے وقت یا اس کے بعد اپنی بیوی کو دیئے تھے ان کا واپس لینا بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب چیزیں عورت کو دینے کے بعد عورت کی ملک ہو گئیں۔

نکاح کی مجلس میں دولہا سے جو عہد و پیمان لیا جاتا ہے (کہ میں نے اتنے مہر کے عوض فلاں فلاں لڑکی سے نکاح منظور کیا) اُسے اس موقع پر عورتوں کی طرف سے "پختہ عہد" کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ گویا کہ نکاح میں آنے والی عورتوں نے اپنے شوہروں سے از خود یہ عہد و پیمان لیا ہے۔ لہٰذا یہ ایفائے عہد دولہا کے لئے ضروری ہے۔ اور اس کو توڑنا مرد کی شرافت اور اس کی مردانگی کے خلاف ہے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا قرآن مجید کو اسباب طلاق سے مطلقاً کوئی بحث نہیں ہے۔ بلکہ وہ صورت واقعہ کو فرض کرکے کسی مسئلے کا صرف حکم بیان کردینے پر اکتفا کرتا ہے۔ یہی بات یہاں پر (وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۔ اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنا چاہو۔۔) میں بھی کہی گئی ہے۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کو اس قسم کے اقدام پر مطلقاً کوئی اعتراض نہیں ہے۔ حالانکہ سیاق کلام کے اعتبار سے یہ درحقیقت ایک منطقی نتیجے کا جواب ہے، جو آیت ۱۹ سے شروع ہوا تھا۔

عدّت کے احکام و مسائل

(۷) وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔ (البقرہ ۲: ۲۲۸)

ترجمہ:۔ اور طلاق دی ہوئی عورتیں (بطور عدت) اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ اور ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے پیٹوں میں پیدا کیا ہے۔ اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہوں۔ (یعنی ایمان والی عورتوں کے لئے اپنے حمل کو چھپانا جائز نہیں ہے)۔ اور ان کے خاوند اگر اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں تو وہ اس مدت میں ان کو لوٹا لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور معروف طریقے سے عورتوں کے حقوق بھی اسی طرح ہیں جس طرح کہ اُن کے فرائض، ہاں البتہ مردوں کو ان پر ایک گونہ فضیلت ہے۔

اور اللہ غالب، حکمت والا ہے۔

شرعی احکام و مسائل

۱۳۰: طلاق والی عورت پر عدت کب نہیں ہے؟

جب کسی عورت پر طلاق واقع ہو چکی ہو تو اب شرعی طور پر سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مطلقہ عورت سے مباشرت کی جا چکی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کی گئی ہے اور اسی طرح خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی ہے۔ (یعنی میاں بیوی تنہائی میں یکجا نہ ہوئے ہوں، خواہ میاں نے بیوی کو ہاتھ لگایا ہو یا نہ لگایا ہو) تو اس صورت میں عورت پر سرے سے کوئی عدت نہیں ہے۔ اس کا بیان ایک دوسری آیت (احزاب: ۴۹) میں کہا گیا ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

۱۳۱: طلاق والی عورت پر عدت کب واجب ہے؟

اب رہا معاملہ ان مطلقہ عورتوں کا جن سے یا تو مباشرت کی جا چکی ہو یا خلوت صحیحہ واقع ہو چکی ہو، تو ایسی ہی عورتوں کا بیان زیر بحث آیت میں کرتے ہوئے ان کی عدت کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے کہ وہ تین حیض پورے ہونے تک انتظار کریں۔ (جب کہ وہ حیض والی ہوں، ورنہ اگر وہ غیر حیض والی ہوں تو ان کی عدت کا حساب دوسرا ہے، جس کی تفصیل آگے سورۂ طلاق کی آیات میں آرہی ہے) تاکہ اگر انہیں حمل ٹھہر گیا ہو تو وہ اس دوران ظاہر ہو جائے۔ اور نطفہ مخلوط ہونے کی بنا پر نسب کے تعین میں کسی قسم کی گڑبڑ کا اندیشہ نہ رہ جائے۔ (حمل کے ظہور کے لئے اتنی مدت کافی ہے۔

۳۲: مطلقہ عورتوں کو اپنا حمل چھپانا جائز نہیں ہے۔

چونکہ حیض اور حمل کے مسائل عورتوں سے متعلق ہیں اور مردوں کو ان کی اطلاع صرف عورتوں ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے، اس لئے اس موقع پر عورتوں کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ ہر بات صاف صاف ظاہر کر دیں اور اس بارے میں کسی بھی قسم کے تساہل یا مصلحت آفرینی سے کام ہرگز نہ لیں، ورنہ اس سے اُن کے ایمان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ [۴۹]

۳۳: مرد کے لئے رجوع کا موقع کب تک باقی رہتا ہے؟

آیت زیر بحث میں بیان طلاقِ رجعی کا ہو رہا ہے۔ یعنی جب کوئی مرد اپنی منکوحہ کو ایک یا دو طلاقیں دیدے تو اس سے نکاح فوری طور پر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ عدت ختم ہونے تک باقی رہتا ہے۔ ایسی صورت میں مرد اگر اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرتے ہوئے مطلقہ کو پھر سے اپنی بیوی بنانے پر راضی ہو جائے تو وہ ایسا کر سکتا ہے اور اسے اس کا حق پوری طرح حاصل ہے بلکہ ایسی صورت میں (ہونے والی شرمندگی سے بچنے کے لئے) ضروری ہے کہ وہ خوب اچھی طرح غور و خوض کر کے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرلے۔ اسی لئے شریعت نے اس کی نظر ثانی کی پوری پوری گنجائش رکھی ہے۔ بلکہ اس کے لئے ایک سنہرا موقع فراہم کر دیا ہے کہ اگر اس نے پہلے غصہ کی حالت میں یا کسی فوری جذبے کی وجہ سے جلد بازی میں کوئی اقدام کر دیا تھا، تو اب وہ رشتہ ازدواج پوری طرح ٹوٹنے سے پہلے رجوع کر لے تاکہ بعد میں اسے پچھتانا نہ پڑے۔

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ طلاقِ رجعی (ایک یا دو طلاقیں دینے) کی

۴۹۔ ماخوذ از تفسیر قرطبی : ۳/۱۱۸

صورت میں مدخولہ عورت کو (جس سے مباشرت کی جا چکی ہو) عدت ختم ہونے سے پہلے لوٹا لینے کا حق باقی رہتا ہے۔ چاہے عورت اسے پسند کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ طلاق دینے اور رُجوع کرنے کا اختیار شریعت نے صرف مرد کو عطا کیا ہے۔ عورت کو نہیں۔ اور اگر شوہر نے رجوع نہیں کیا۔ یہاں تک کہ مطلقہ کی عدت گزر گئی تو اب وہ اس کے لئے اجنبی بن چکی ہے اور اپنے معاملے کی آپ خود مختار ہے پھر وہ اس شخص کے لئے دوبارہ نئی منگنی، نئے نکاح، گواہ (اور نئے مہر) کے ساتھ حلال ہو سکتی ہے۔ ۵۰

۳۴:۔ رجعت کا طریقۂ کار کیا ہے۔؟

طلاق دی ہوئی عورت کو عدت کے دوران لوٹا لینے کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ آیا زبان سے کہنا ضروری ہے (کہ میں نے تجھ کو لوٹا لیا یا اپنی دی ہوئی طلاق واپس لے لی) یا محض کسی فعل سے بھی رجوع ثابت ہو سکتا ہے؟ تو اس بارے میں علماء کے دو مسلک ہیں: (۱) پہلا مسلک یہ ہے کہ رجوع قولی طور پر ہونا ضروری ہے۔ (یعنی اپنی زبان سے کہنا چاہئے) اس کے بغیر رجعت صحیح نہیں ہو گی۔ یہ امام شافعیؒ کا قول ہے۔ (۲) دوسرا مسلک یہ ہے کہ رُجوع قولی طور پر ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ مطلقہ (رجعیہ) سے مباشرت کر لے، یا اُس کا بوسہ لے لے، یا شہوت کے ساتھ اسے چھو لے تو ان تمام صورتوں میں رجعت ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک ہے۔ ۵۱

۵۰:۔ ماخوذ از تفسیر قرطبی، ۳/۱۲۲

۵۱:۔ تفسیر مظہری: ۱/۲۹۸

۱۳۵۔ کیا رجعت کے لئے گواہ بنانا ضروری ہے؟

نیز اس مسئلے میں یہ بھی اختلاف ہے کہ رجعت کے موقع پر قرآن مجید میں دو گواہ مقرر کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ آیا واجب ہے یا محض مستحب! تو اس میں علماء کے دو گروہ ہو گئے ہیں۔ بعض کے نزدیک حکم وجوب کے لئے ہے اور بعض کے نزدیک استحباب کے لئے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر فرقت (میاں بیوی کی جدائی) بھی یہ بات واجب ہوتی۔ حالانکہ خود قرآن کہتا ہے (وَفَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ: بھلے طریقے سے انہیں جدا کر دو) اور خود رجعت کے لئے دوسرے موقع پر فرمایا گیا ہے۔ (فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ۔ مطلقہ عورتوں کو یا تو بھلے طریقے سے روک لو یا پھر انہیں بھلے طریقے سے چھوڑ دو)[۵۲] لہٰذا معلوم ہوا کہ رجعت یا فرقت کے لئے گواہ بنانا ضروری نہیں ہے۔ لیکن یہ بات چونکہ معاشرتی نقطۂ نظر سے زیادہ مناسب اور بہتر ہے اس لئے اس کے مستحب ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔

بہر حال تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عدت ختم ہو جانے کے بعد طلاق دینے والا شخص عورت سے یوں کہے کہ میں نے عدت کے دوران تجھ سے رجوع کر لیا تھا۔ مگر عورت اس سے انکار کرے تو اس صورت میں حلف کے ساتھ عورت کی بات صحیح مانی جائے گی اور مرد کی بات کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔[۵۳]

۵۲۔ ایضاً ۱/۲۹۸ - ۲۹۹

۵۳۔ تفسیر قرطبی: ۳/۱۲۲

۳۶۔ عورتوں کے حقوق بھی مردوں ہی کی طرح ہیں۔

طلاق اور عدت کے مسائل کے ضمن میں یہاں پر ایک عام قاعدہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عورتوں کے جس طرح فرائض ہیں، اسی طرح اُن کے حقوق بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ ان کے ذمہ محض فرائض و واجبات ہی ہوں اور اُن کا کوئی بنیادی حق ہی نہ ہو۔ ہاں البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ضرور دی گئی ہے۔ کیوں مرد عورتوں کے نگراں اور اُن کے قائد ہیں، جیسا کہ ایک دوسرے موقع پر اس کی اس طرح کی گئی ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا اَمْوَالَهُمْ : مرد عورتوں پر نگراں ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس واسطے بھی کہ انھوں نے (مردوں نے عورتوں پر) اپنا مال خرچ کیا ہے۔ (نساء ۳۴)

عورتوں کے حقوں کے بارے میں حدیثوں میں کافی تاکید ملتی ہے۔ مثلاً:

ایک حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے یوں فرمایا: تم جب کھاؤ تو اپنی عورت کو بھی کھلاؤ۔ جب تم پہنو تو اُسے بھی پہناؤ، اس کے مُنہ پر مت مارو، اسے بُرا بھلا مت کہو۔ اور اگر (کسی وجہ سے) اس کا بستر الگ کرو تو اپنے ہی گھر میں کرو[۱] یعنی اپنے گھر کے علاوہ اسے کہیں اور نہ سلاؤ۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ تم نے انہیں اللہ کے

۱؎: ابوداؤد کتاب النکاح ۲/۶۰۶ ابن ماجہ کتاب النکاح ۱/۵۹۴

امان میں لیا ہے۔ اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے کلمہ (نکاح کے بول) کے ذریعہ حلال کرلیا ہے۔ تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر اُن لوگوں کو نہ بٹھائیں جو تمہاری نظر میں ناپسندیدہ ہوں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بطور سزا ہلکی مار مارو۔ اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اُن کے کھانے کپڑے کا بہتر طریقے سے انتظام کرو۔[۵۵]

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے اعتبار سے کامل درجے کا مومن وہ ہے جو بہترین اخلاق کا حامل ہو۔ اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والے ہوں۔[۵۶]

(۵) يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔ (احزاب: ۴۹)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انہیں چھونے (صحبت کرنے) سے پہلے ہی طلاق دے دو تو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں ہے کہ تم ان کی گنتی پوری کرنے لگو۔ لہٰذا انہیں کچھ تحفہ دے کر اچھی طرح سے رخصت کر دو۔

شرعی احکام ومسائل

۵۵ھ صحیح مسلم، بحوالہ تفسیر مظہری ۱/۲۹۹

۵۶ھ ترمذی، بحوالہ تفسیر مظہری ۱/۲۹۹

۲۷۔ غیر مدخولہ عورت پر عدت نہیں ہے۔

اوپر مذکور سورۃ بقرہ کی آیت ۲۲۸ میں اُن عورتوں کی عدت کا بیان مقامعہ نکاح کے بعد مباشرت کی جا چکی ہو۔ اب یہاں پر ایسی مطلقہ عورتوں کا بیان ہو رہا ہے جن سے نکاح کے بعد مباشرت یا خلوت صحیحہ واقع ہونے سے پہلے ہی کسی وجہ سے طلاق ہو گئی ہو۔

یہ پہلے ہی عرض کیا جا چکا ہے کہ قرآن مجید کو اس قسم کے مسائل میں اسباب و محرکات سے کوئی بحث نہیں ہے۔ چونکہ معاشرے میں ایسے واقعات پیش آسکتے ہیں۔ لہٰذا ان سے نپٹنے کے لئے ایک ابدی شریعت میں ان کا حل موجود رہنا ضروری ہے۔ ورنہ دینِ الٰہی کی ابدیت پر حرف آسکتا ہے۔ اس لئے شریعت کے ابدی نصوص میں ہر اہم مسئلے کی وضاحت بطور مثال کر دی گئی ہے۔

غرض وہ مطلقہ عورت جس کو ہاتھ نہ لگایا گیا ہو، اس پر کسی قسم کی عدت نہیں ہے۔ اور یہ بات قرآن مجید کی تصریح اور اُمت کے اجماع (متفقہ فیصلے) سے ثابت ہے۔ اسی طرح اس بات پر بھی اُمت کا اجماع ہے کہ وہ منکوحہ جسے ہاتھ لگایا جا چکا ہے اس پر عدت واجب ہے۔ ؎۵

۲۸۔ مطلقہ غیر مدخولہ کو کچھ دینا چاہئے۔

اس آیتِ کریمہ کی رُو سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی عورتوں کو جن کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہی کسی وجہ سے طلاق ہوئے تو ان کی دل جوئی کی غرض سے انہیں کچھ چیزیں

؎۵۔ تفسیر قرطبی ۱۴/ ۲۰۲

بطور تحفہ دینا چاہیے تاکہ ان کی جو دل شکنی ہوئی ہے اس کا ایک حد تک ازالہ ہو جائے۔ ایسے تحفے کو اسلامی اصطلاح میں "متعہ طلاق" یعنی طلاق کا تحفہ کہا جاتا ہے۔ اکثر علماء کا کہنا یہ ہے کہ تحفۂ طلاق ہر قسم کی مطلقہ عورتوں کو دینا بہتر (مستحب) ہے جب کہ وہ صرف ایک مطلقہ کے لئے واجب ہے یعنی وہ مطلقہ جس کا مہر پہلے سے مقرر نہ ہو اور اسے ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دی جا چکی ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل اوپر مذکور سورۃ بقرہ کی آیات ۲۳۶ - ۲۳۷ کے تحت پیش کی جا چکی ہے۔

(٩) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ
وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ
يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ
اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ
أَمْرًا (١) فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ
بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ
لِلَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَ
مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (٢) وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ
قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (٣) وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ
إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَأُولَاتُ
الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ
أَمْرِهِ يُسْرًا (٤) ذَٰلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ
يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا (٥) أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ

سَکَنتُم مِّن وُّجدِکُم وَلَا تُضَآرُّوهُنَّ لِتُضَیِّقُوا عَلَیهِنَّ ؕ وَاِن
کُنَّ اُولَاتِ حَملٍ فَاَنفِقُوا عَلَیهِنَّ حَتّٰی یَضَعنَ حَملَهُنَّ ۚ فَاِن
اَرضَعنَ لَکُم فَاٰتُوهُنَّ اُجُورَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوا بَینَکُم بِمَعرُوفٍ ۚ
وَاِن تَعَاسَرتُم فَسَتُرضِعُ لَهٗۤ اُخرٰی (۶) لِیُنفِق ذُو سَعَةٍ مِّن
سَعَتِهٖ ؕ وَمَن قُدِرَ عَلَیهِ رِزقُهٗ فَلیُنفِق مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا
یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَیَجعَلُ اللّٰهُ بَعدَ عُسرٍ یُّسرًا ۔ (۷)

ترجمہ :- اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو تو اُن کی عدت کے وقت (گنتی کے شروع میں) طلاق دو۔ اور (ٹھیک حساب کے لئے) عدت کو یاد رکھو، اور اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے۔ ان عورتوں کو (اُن کے رہنے کے لئے) گھروں سے مت نکالو، اور وہ خود بھی نہ نکلیں، مگر ہاں جب وہ کھلم کھلا کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھیں۔ یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں (احکام وضوابط) ہیں (تو اب) جو شخص اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا تو اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ تمہیں کیا معلوم، ہو سکتا ہے کہ اللہ (طلاق دینے کے بعد تمہارے دل میں) کوئی نئی بات پیدا کر دے۔ (۱) پھر جب مطلقہ عورتیں اپنی عدت (گزرنے کے قریب) پہنچ جائیں تو پھر انہیں یا تو قاعدے سے رکھ لو یا قاعدے کے مطابق انہیں جدا کر دو۔ اور اس پر اپنے میں سے دو معتبر آدمیوں کو گواہ بنا لو۔ اور اللہ کے لئے (اس کا لحاظ کرتے ہوئے) گواہی ٹھیک ٹھیک دو۔ یہ بات بطور نصیحت اُن سے کہی جا رہی ہے، جو اللہ اور روز قیامت پر یقین رکھتے ہوں۔ اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا، تو وہ اس کے لئے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ نکال دے گا۔ (۲) اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے گا وہ اس کے لئے کافی ہوگا۔ یقیناً اللہ اپنی بات پوری کر کے رہے گا۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک

(طبعی ورثی) ضابطہ مقرر کردیا ہے۔ (۳) اور تمہاری وہ عورتیں جن کو حیض کی اُمید نہ رہی ہو، اگر تمہیں (ان کے بارے میں) شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔ اور ان کی بھی جن کو ابھی حیض نہیں آیا۔ اور حمل والی عورتوں کی عدت اُن کے بچہ جننے تک ہے۔ اور جو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے کام کو آسان کردے گا (۴) یہ اللہ کا حکم ہے جو اُس نے تم پر اُتارا ہے۔ اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا تو وہ اس کی برائیوں کو دور کردے گا۔ اور اُس کے لئے اجر بھی بڑا دے گا۔ (۵) طلاق دی ہوئی عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق وہیں رکھو۔ جہاں تم رہتے ہو۔ اور (عدت کے دوران) انہیں تنگ کرنے کی غرض سے تکلیف نہ دو۔ اگر وہ حاملہ ہوں، تو انہیں خرچ دو، جب تک کہ ان کا حمل وضع نہ ہوجائے۔ پھر اگر وہ (عدت کے بعد تمہارے بچوں کو) دودھ پلائیں تو ان کی اُجرت انہیں دے دو۔ اور آپس میں شائستہ طریقے سے مشورہ کرلو۔ اور اگر تم (اجرت مقرر کرنے کے معاملے میں) آپس میں تنگ کرنے لگ جاؤ تو اُس وقت کوئی دوسری عورت دودھ پلائے گی۔ (۶) مقدور والا اپنے مقدور کے مطابق خرچ کرے جو کچھ اللہ نے اُسے دیا ہے۔ اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا، مگر اتنی ہی جتنی کہ اُس نے دے رکھی ہے۔ عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی پیدا کردے گا۔ (۷)

(جاری)